# وراثت شیعہ بیوگان

ضمیمہ "پیامِ عمل" لاہور

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور نمبر ۱۸۰

# وراثت شیعہ بیوگان

کا

## قرآنی اور ایمانی فیصلہ

مداخلت فی الدین سے احتراز کا مخلصانہ مشورہ

ملک رضا بلوچ
سرگودھا
23.8.96

نوشتہ

الحاج میرزا احمد علی صاحب

سرپرستِ اعلیٰ امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور

قیمت :- ۱۹ پیسے

# مودبانہ عرض

ہماری درخواست پر ہمارے بزرگ سرپرست اعلیٰ امامیہ مشن پاکستان نے پنجاب اسمبلی کے مجوزہ ترمیمی بل وراثت اولاد یوگان کے متعلق بڑی تحقیق سے یہ مضمون لکھا ہے اور مشن نے اسے علیحدہ کتابچہ کی صورت میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے تاکہ اسمبلی کسی غلطی کی مرتکب نہ ہو اور شیعہ قوم مصیبت میں مبتلا نہ ہو، ملک میں امن و امان رہے اور رعایا کے افراد اور حکومت کے ارکان میں اتفاق و اتحاد رہے ۔

محمد صادق قریشی ایم اے
ناظم امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفوں کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے جس نے جہانوں کو پیدا کر کے بغیر ہمارے سوال اور بغیر ہمارے کسی حق کے ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازا۔ اللہ کے پاک نبیوں اور ان کے پاک وصیوں پر اللہ کی مسلسل رحمتیں برستی رہیں جن کے ذریعہ سے نورِ حق دنیا میں آیا۔

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا محمد واٰل سیدنا محمد۔
اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں پاکستان میں رکھا جس میں ہم اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ سب سے پہلے تو ہمیں اپنے ایمان کو مضبوط اور درجۂ عرفان کو بلند کرنا چاہیے تاکہ اسی ذوق سے راہِ اسلام پر چل کر اپنی منزلوں کو رفعت دیتے جائیں۔

# اللہ۔ قرآن اور سُنّت

ہمارا خدا لیس کمثلہ شیئ ایسا کہ اس کی مثال نہیں۔ ہماری مذہبی کتاب ایسی فاتوا بسورۃ من مثلہ کہ اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت بے مثال۔ چودہ سو سال سے اصلی شکل میں جلوہ گر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی ب سے والناس کی سین تک کلام اللہ بے مثال ہے۔ اور خدا کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورِ خدا ہیں اور حضور کے فرمان کنت نبیاً و آدم

بین الماء والطین (میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے) کی رُو سے آپ کی نوری خلقت کی ابتدا ہی سے آپ نبی ہیں اور آپ کے تمام آباؤ اجداد و امہات و جدات حضرت آدمؑ تک موحّد و مسلم تھے۔ دنیا میں آئے تو نورِ نبوت کو لیے ہوئے آئے چالیس سال کے ہوئے تو مسندِ رسالت پر جلوہ فگن ہوئے اور تاجِ ختمِ نبوت و رسالت آپ کے سرِ مبارک پر رکھا گیا۔ آپ بچپن ہی سے معصوم مطہر تھے۔ عمداً یا بھول کر بھی آپ سے کبھی کوئی چھوٹا بڑا گناہ صادر نہیں ہوا۔ آپ نے قرآن و وحی کو سمجھنے میں کبھی غلطی نہیں کی۔ آپ کا نطق وحی ہوتا تھا۔

# مغربی پاکستان اسمبلی میں مسوّدۂ قانون

## وراثت لاولد شیعہ بیوگان

آنریبل نواب زادہ افتخار احمد خاں صاحب بالقابہ (جھنگ) نے شیعہ پرسنل لاء کی ترمیم کے لیے ایک مسودہ پیش کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ:۔

"لاولد شیعہ بیوگان کو شیعہ شوہر کی وفات پر اس کی زرعی جائداد سے بھی وہ حصہ ملنا چاہیے جو قرآن نے مقرر کیا ہے۔"

آنریبل محرک نے کہا کہ وہ نہ شیعہ ہے اور نہ اس کا کوئی رشتہ دار

شیعہ ہے مگر چونکہ قرآن کا فیصلہ سورۂ نساء کی گیارھویں آیت میں یہ ہے کہ "جو مال تم مرد چھوڑو اگر تمھارے اولاد نہ ہو تو تمھاری عورتوں کا اس میں چوتھا حصہ ہے"۔ چونکہ شیعہ بیوگان اپنے حق سے محروم ہوگئی ہیں اور نان و نفقہ کی بھی محتاج ہیں، میں نے ان کی ہمدردی کے لیے بل پیش کیا ہے تاکہ ان کو ان کا حق دلایا جائے۔ شیعہ خلافِ قرآن وسنت اور اسلامی شریعت عمل کر رہے ہیں، اس لیے ان کو شریعت کا پابند بنانے کے لیے یہ ترمیم پیش کی گئی۔

آنریبل نواب زادہ غلام قاسم خاں خاکوانی (ملتان) نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اس کے پیش نظر یا پسِ نظر کیا مقصد ہے اور کس لیے یہ بل لایا گیا ہے، وہ کون ہے میں اس کو جانتا ہوں، میں اظہار کرنا نہیں چاہتا۔

آنریبل علامہ رحمت اللہ صاحب ارشد نے کہا کہ (شیعہ قانون) اسلام کی شریعت کے خلاف ہے۔ قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ اسلام تفسیر ہے قرآن سے جس کا الحمد سے لیکر والناس تک ایک شوشہ، ایک نقطہ بھی آج تک نہیں بدلا۔ جو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے، شیعہ ہو، سنی ہو وہ قرآن کے تحت مذہب کتاب سے ثابت ہوتا ہے نہ عمل سے، جہاں تک قرآن کی نص کا تعلق ہے۔ نصوص بھی ایسی جن کی تشریح کے لیے حدیث کی طرف رجوع کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ سنی شیعہ صحاح میں اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن قرآن مجید میں نہ کسی کے ووٹ اثر انداز ہو سکتے ہیں نہ رائے شماری۔ اگر ساری رائے عامہ ملک کے سارے مسلمان فتوے صادر کردیں کہ شیعہ بیوہ کو

متوفی مرد کی متروکہ جائیداد سے کوئی حصہ نہیں ملتا تو یہ رائے بالکل غلط ہے کسی میراث کے قانون کو حدیث اور سنت میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، قرآن میں سب آگیا ہے یہ قطعی طور پر غیر مبہم ہے۔ قرآن کی نص کو بڑے سے بڑا آدمی خواہ ابوبکر صدیق ہوں یا علی مرتضیٰ ہوں اس کے خلاف اجتہاد نہیں کر سکتے۔

سوال کے جواب میں کہا کہ شیعہ وسنی کے درمیان شادی جائز ہے اور تمام مسلمانوں کے فرقوں میں جائز ہے۔ میرا خیال ہے کہ فقہ حنفیہ کا کم از کم فتویٰ یہی ہوگا کہ نصرانی یا یہودی عورت کو بھی میراث کے اندر حصہ ملتا ہے۔

حضورؐ کی زندگی چالیس برس کی ہوئی تو نبوت سے سرفراز کیے گئے۔ قرآن نازل ہونا شروع ہوا، جب دنیا سے تشریف لے گئے، تو قرآن کا نازل ہونا بند ہو گیا۔ شیعہ مسلک کب وجود میں آیا، جب حضرت علیؓ کی خلافت کا جھگڑا ہوا، ساڑھے ستائیس برس کے بعد شیعہ مسلک آیا تو کیا اس قرآن سے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ شیعہ مسلک کے لیے میراث کا قانون الگ بناتا۔ جب قرآن نازل ہوا کوئی فرقہ نہ تھا، یہ بعد میں پیدا ہوئے اور انھوں نے قرآن کو اپنے مقاصد کے لیے انٹرپریٹ کیا۔

## آنریبل وزیرِ قانون کا تبصرہ

وزیر صاحب نے فرمایا کہ علامہ رشد نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ اگر سارا دنیا ایک طرف ہو لیکن جو کچھ مقدس قرآن میں ہے وہ اس کے خلاف ہو تو

ہمیں یہی قبول کرنا پڑے گا۔ اس سے تو کسی کو اختلاف نہیں لیکن ہم زمیل قاسم خاں نے کہا ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق قرآن کا مفہوم کیسے لیا جائے گا۔ آیا ہمیں علامہ ارشد یا مولانا غلام غوث کا مفہوم قرآن لینا ہوگا یا شیعہ علامہ یا مولانا کے مفہوم قرآن کو قبول کرنا ہوگا۔ کیونکہ اسلامی قانون میں یہ واضح اور غیر مبہم طور پر لکھا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں قرآن وہی کہتا ہے جس پر شیعہ کا عمل ہے کہ بے اولاد شیعہ بیوہ کو متوفی کی جائیداد زرعی سے کچھ نہ ملے گا۔ قانون یہ ہے کہ شیعہ ترجمہ اور مفہوم کو قبول کرنا ہوگا۔ اور یہ خود آئین میں موجود ہے۔ وہ باب جو اسلام کے تحت پالیسی کے اصول کے متعلق ہے یہی کہتا ہے کہ کوئی قانون جو اسلامی تعلیمات اور ضروریات اسلام کے جو مقدس قرآن اور سنت میں ہیں مخالف ہوگا اسے مقدس قرآن اور سنت کے مطابق کیا جائے گا۔ پھر ایک تفہیم یہ کہتی ہے کہ کسی مسلم فرقہ کے شخصی قانون پر اس اصل کو لگانے میں قرآن و سنت کا وہ مفہوم لیا جائے گا جو اس فرقہ نے لیا ہے۔

میری غرض یہ ہے کہ (مسئلہ زیر بحث میں) شیعہ نے وہ مفہوم لیا ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ اس لیے خواہ یہ مفہوم کتنا ہی غلط ہو ہمیں اسے ہی قبول کرنا ہوگا نہ وہ جسے (سنی) علامہ یا مولانا نے لیا ہے۔

It must be an Allama or a Moulana of the Shia sect. I have not come across any Shia saying that the law is otherwise as we find

it existing today

"یہ شیعہ فرقہ کا علامہ یا مولانا ہونا چاہیے، مجھے ابھی تک
کوئی ایسا شیعہ نہیں ملا جو یہ کہے کہ ان کے موجودہ قانون
(عدم وراثت) کے سوا کوئی اور ہے۔"

اس سلسلے میں رائے عامہ چاہتا ہوں جس میں تمام فرقوں کے لوگ، علامہ اور مولانا ہوں۔ میں پھر دہراتا ہوں کہ اگر ہمیں شیعہ فرقہ سے یہ بات مل جائے کہ قرآن کا مفہوم وہی ہے جو علامہ ارشد آنریبل انصاری نے لیا ہے، تو ہمارا پہلا فرض ہوگا کہ اسے قبول کرلیں اور شیعہ بوگان کو وہ دیں جو اسلام، شریعت اور قانون چاہتا ہے کہ ہم انھیں دیں۔

# امانات نبوی

## ترجمان قرآن و سنت

سرکار دوجہاں رحمۃ للعالمین تھے۔ اس لیے آپ نے امت کو (ڈانواں ڈول) تحیر میں نہیں چھوڑا۔ آپ ابتدائے رسالت سے وصال تک امت کو یہ ہدایت فرماتے رہے، آخری دور میں بار بار کئی موقعوں پر، آخری حج میں، حج سے واپسی پر، مرض وصال میں بار بار یہ گوہر فشانی فرماتے رہے۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی

اھل بیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ابداً۔ (اہل سنت کی صحیح ترمذی، مشکوٰۃ ص۳۴۵، صواعق محرقہ، اس کا فارسی ترجمہ، براہین قاطعہ ص۲۵۴ وغیرہ وغیرہ)

"یعنی اے لوگو جو موجود ہو اور جو قیامت تک ہوں گے، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ کتاب اللہ (قرآن شریف) اور اپنی عترت اپنی اہل بیت۔ اگر تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے اور ان کی اطاعت کرتے رہو گے تو میرے بعد کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں۔"

# اسلام میں حضرت علیؑ کا مقام

حضرت علیؑ نے دامن نبوت میں تربیت پائی اور آپ پر حضورؐ کی ایسی ضیا پاشی ہوئی کہ آپ تمام کمالات سے آراستہ ہو گئے اور حضورؐ نے انھیں گلدستۂ صفات انبیاء فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ انا مدینۃ العلم وعلیٌّ بابھا "کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے"

اسی مفہوم کو حضرت علامہ اقبال نے اسرار و رموز ص۵۲ پر یوں ادا فرمایا ہے ؎

ذاتِ او دروازۂ شہرِ علوم
زیرِ فرمانش حجاز و چین و روم

"تمام علوم کے شہر کا دروازہ حضرت علیؑ کی ذات فیض درجات ہے۔ اسی لیے (تمام دنیا) حجاز، چین اور روم آپ کے زیرِ فرمان ہیں۔"

اسلام کی تبلیغ فقرار اور اولیار سے ہوئی اور ولایت، فقر اور طریقت میں حضرت علیؑ مرتضیٰ ہی مرشدِ اوّل و کُل ہیں۔ جیساکہ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا۔ صاحبنا فی ھٰذا الامر یا مرشدنا فی الطریقۃ علی ابن ابی طالب علیہ السلام یا ان علیا راس کل العرفاء باتفاق الامۃ افضل الخطابۃ۔ تاریخ مشائخ صوفیہ شرح التصوف، ینابیع المودۃ ص۶ و ص۶۲۔

اور آپ ہی تک سب اولیار اللہ کے طریقے جاتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب نے کئی مرتبہ فرمایا، جیساکہ ینابیع المودۃ ص۵۷ پر حکیم ترمذی کی شرح رسالہ فتح المبین سے نقل کیا ہے، لولا علی لھلک عمر۔ "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔"

صحابۂ کرام کا متفقہ قول تھا:۔ "اقضانا علی ابن ابی طالب۔"

"ہم میں حضرت علیؑ ہی بہترین اور اعلیٰ قاضی (جج) ہیں۔ تنہا قرآن کافی نہیں، مفہومِ قرآن محبتہ سنت تلامیذ الرحمٰن وفیض یافتگان رحمۃ للعالمین اہل بیتِ نبوت ہی بتلائیں گے۔ یہی قرآنِ ناطق ہیں، اسی لیے حضرت علیؑ بار بار منبروں پر فرمایا کرتے تھے۔ سلونی عن کتاب اللہ" قرآن کی بابت مجھ سے پوچھو" (سنی) براہین قاطعہ ص۲۵۳ پر فرمانِ نبویؐ کا یہ ترجمہ

کیا ہے :۔

"وتعلیم ایشاں رامکنید چراکہ ایشاں عالم اند از شما ترک مکنید ایشاں راکہ در ہلاکت بفیتید"

"میرے اہل بیت کو نہ سکھلاؤ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں' ان کو نہ چھوڑو، ورنہ ہلاکت میں پڑو گے۔"

# شیعہ محمد و علی علیہما السلام

حضرت علیؑ کے شیعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیعہ تھے۔ اور یہ شیعہ حضور ہی کے زمانہ میں موجود تھے۔ خیر البریہ قرآن میں انہی کو کہا گیا اور خدا کے حبیب نے فرمایا، صواعق محرقہ سے ینابیع المودۃ ص۱۵۲ پر ہے۔ یا علی انت و شیعتک خیر البریہ' دوسری جگہ ھم الفائزون۔ "اے علیؑ! تو اور تیرے شیعہ بہترین لوگ اور کامیاب ہیں" اور (سنی) براہین قاطعہ ص۲۵۹ پر ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :۔

"یا علی متقدم الی اللہ و شیعتک راضین مرضیین الخ"

"اے علیؑ زود باشد کہ نزد خدا تعالیٰ آئی با شیعہٗ خود راضی و مرضی باشید" "اے علیؑ تو اور تیرے شیعہ خدا کے حضور میں حاضر ہوں گے اس حالت میں کہ خدا تم سے راضی ہو اور تم خدا سے راضی ہو گے۔"

# قرآن، سنت اور اس کا مفہوم

اگر امت کے لیے تنہا قرآن کافی ہوتا تو اس کے پہلے اور اس کے ساتھ ہی اس کا سمجھانے والا تبیین سے جلوۂ بیان نہ دکھلاتا۔ آپ ہی نے اپنے بعد کے لیے اپنا قائم مقام اہل بیت نبوت کو قرار دیا، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ سنت بھی منہ سے نہیں بولتی۔ قرآن و سنت کے سمجھانے والے یہی ہوئے۔

## وجہ ترمیم

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو موجودہ قوانین قرآن و سنت کے مخالف ہوں گے انھیں ان کے موافق کیا جائے گا۔ چونکہ لاولد شیعہ بیوہ کی ورثہ سے محرومی قرآن و سنت کے مخالف ہے اس لیے اس قانون موجودہ کو قرآن و سنت کے موافق کر کے لاولد شیعہ بیوہ کو اس کے متوفی خاوند کی تمام جائیداد سے وہ حصہ دلایا جائے گا جو قرآن و سنت میں ہے۔

## شرط ترمیم

آنریبل وزیر قانون اور ایک آنریبل ممبر نے یہ فرمایا کہ آئین میں یہ لکھا ہے کہ قرآن و سنت کا وہ مفہوم لیا جائے گا جو وہ فرقہ لیتا ہے جس کے قانون میں تبدیلی کی تجویز ہو — ہمیں اس سے مکمل اتفاق ہے۔ لہٰذا کسی رائے عامہ کی اس سلسلہ میں ضرورت نہیں۔

# غلط فہمی

یہ بالکل غلط ہے کہ شیعہ قانون لاولد بیوہ کو اس کے خاوند کے تمام ترکہ سے بالکل محروم کرتا ہے، وہ تو اسے واجب اور مناسب حصہ دیتا ہے۔

# شیعہ مفہوم قرآن بزبانِ غیر

۱۔ ڈائجسٹ آف محمڈن لا حصہ ۲ صفحہ ۲۹۵ میں شیعہ قانون یہ لکھا ہے۔ اگر بیوہ کا کوئی ولد نہیں تو اسے متوفی خاوند کی زمین سے کچھ نہیں ملتا۔ لیکن سامان خانہ اور عمارتوں کی قیمت سے اسے (چوتھا) حصہ دیا جائے گا۔

۲۔ ملا نے پرنسپلز آف محمڈن لا، پندرھویں اشاعت صفحہ ۱۱۲ پر لکھا ہے کہ "لاولد بیوہ شیعہ اپنے خاوند کی زمین سے کوئی حصہ نہیں پاتی، لیکن وہ درختوں اور اس پر قائم شدہ عمارتوں کی قیمت کے چوتھے حصہ کی قیمت کی حقدار ہے، ایسے ہی منقولہ جائیداد میں۔

۳۔ کے۔ بی سکسینا نے مسلم لا، اشاعت دوم صفحہ ۲۲۶ میں کہا ہے کہ شیعہ قانون میں لاولد بیوہ کا متوفی شیعہ خاوند کی غیر منقولہ جائداد میں کوئی حق نہیں لیکن اسے گھر کے سامان، عمارتوں اور درختوں کی قیمت سے چوتھا حصہ ملے گا۔

# مجوزہ ترمیم میں سنت کا فقدان

مجوزین نے اپنے مفہوم کی تائید میں اپنے ہاں کی ایک بھی متفقہ صحیح

حدیث کو پیش نہیں کیا۔ صرف اپنے خیالات و قیاسات کو پیش کیا ہے

# مسئلۂ زیر بحث میں متفقہ مسلکِ شیعہ

مذہبِ شیعہ کا مدار قرآنِ حکیم، فرامین حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ توسط ان کے ترجمان حضرات ائمہ اہل بیت عظام علیہم السلام پر ہے۔ کسی غیر معصوم کے قول پر اس کا مدار نہیں، قرآن و سنت کے حقیقی مفاہیم جو اُن کے ذریعہ سے امت کو پہنچے وہ کافی، من لا یحضرہ الفقیہ، استبصار اور تہذیب الاحکام میں ملتے ہیں۔ ان کتابوں کی تدوین کے وقت معتمد اصحاب ائمہؑ میں سے بہت سے موجود تھے جنہوں نے ان احادیث کو بیان کیا۔

من لا یحضر کو حضرت ابن بابویہ رحؒ نے جمع کیا جن کا ۳۸۱ھ میں وصال ہوا اس کے جزء ۴ ص۲۵۲ و ۲۵۳ میں بہ باب نوادر المیراث میں آٹھ حدیثیں حضرت امام محمد باقر، امام جعفر صادقؑ اور امام رضاؑ علیہم السلام سے معتبر اسناد سے مروی ہیں۔ اسی طرح فروع کافی میں باب ان النساء لا یرثن من العقار شیئاً میں بارہ احادیث حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہیں جن میں سے دوسری صحیح، تیسری، چوتھی اور چھٹی حسن ہیں اور چونکہ باقی بھی انہی سے ملتی ہیں، اس لیے وہ بھی قابلِ عمل ہو گئیں (مراۃ العقول ۴ ص۱۵۳)

ایک صحیح حدیث یہ ہے لا ترث النساء من عقار الارض شیئاً (فروع کافی ص۱۱۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ عورتیں اپنے

خاوندوں کی متروکہ اراضی سے کسی حصہ کی وارث نہیں ہوسکتیں۔ دوسری حدیث
میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ترث المرأة الطوب
ولا ترث من الرباع شیئاً قال قلت کیف ترث من الفرع
ولا ترث من الاقتیل شیئاً فقال لی لیس لہا بینہم نسب
ترث بہ انما ھی دخیل علیہم فترث من الفرع ولا ترث
من الاقتیل ولا یدخل علیہم داخل بینہا۔ زوجہ اپنے
شوہر کے متروکہ مکانوں کی اینٹوں کا ورثہ پاتی ہے لیکن مکانوں کی زمین کا
نہیں۔ راوی نے پوچھا، شاخ سے کیوں وراثت پاتی ہے اور اصل سے
نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ زوجہ کا اپنے شوہر کے وارثوں سے نسبی رشتہ ضروری
نہیں ہوتا۔ وہ باہر سے آئی ہوئی ان میں دخیل ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اصل
کی نہیں فرع کی وراثت پاتی ہے۔ اس وجہ سے اس کے کسی دوسرے سے
نکاح کر لینے کی صورت میں کوئی اجنبی شخص ان کی جائیداد میں دخیل نہیں
ہوسکتا لہٰذا اور خاندان فساد سے محفوظ رہتا ہے) (فساد خدا کو اچھا نہیں لگتا)
اسلام کا شیعہ مسلک کتنا صلح دوست اور امن پسند ہے کہ وہ کسی خاندان
میں بھی فساد نہیں چاہتا۔ یہ حدیث قریباً سبھی کتب احادیث میں ہے، اور
اس میں وجہ بیان کی گئی ہے کہ کیوں لاولد بیوہ کو زمین کی وراثت نہیں ملتی
حضرت امام رضاؑ کی حدیث میں بھی وجہ بیان ہوئی ہے۔ کہ عورت آتی جاتی
ہے اس لیے اس کی میراث اسی میں ہے جس میں تبدیلی اور تغیر جائز ہے
اور ثابت مقیم اپنے حال پر ہے۔

استبصار ص۲ ج۲ میں بھی خاص باب ہے ان المرأۃ لا ترث من العقار والارضین شیئاً۔ جس میں گیارہ حدیثیں اور تہذیب الاحکام میں ص۲ ج۲ میں دس حدیثیں دو اماموں سے مروی ہیں۔ النساء لا یرثن من الارض والعقار شیئاً ہے جس کا مفہوم اوپر بیان ہوا ہے۔

## شیعہ فقہ کے ماہران خصوصی

شیعہ مسلک کے مطابق بعد رسول پاکؐ صرف ائمہ اہل بیتؑ ہی دین اسلام کے محافظ اور قرآن وسنت کے مفسر ہیں۔ ائمہ اہل بیتؑ سے مجتہدین علماء نے فیض پایا۔ اس لیے نظام اسلام کو قائم رکھنے کے لیے ائمہ علیہم السلام نے یہ فرمایا کہ ہر دور میں مجتہد اعلم ہمارا فیض یافتہ ہوا کرے گا۔ تم دین میں اس کی طرف رجوع کیا کرو۔ غرض مجتہدین دین مبین کے ماہرین خصوصی ہیں۔ (Specialists) انسان ہر امر میں سپیشلسٹ چاہتا ہے خواہ علاج اجسام ہو یا قانون۔ ہر دور میں ہمارا مجتہد اعلم ہوتا آیا۔ موجودہ دور میں پہلے حجۃ الاسلام آقا سید ابوالحسن اصفہانی اعلی اللہ مقامہٗ مقیم نجف (عراق) مرجع عالم تھے۔ آپ کا فتویٰ ہے :۔

**مسئلہ** - شوہر کو زوجہ کے ہر قسم کے مال میں سے میراث میں حصہ دیا جاتا ہے۔ بخلاف اس کے زوجہ خواہ صاحب اولاد ہو یا نہ ہو اس کو مکان کی زمین اور کاشت کی زمین میں سے بالکل حصہ نہیں دیا جاتا۔ اور عمارات اور درختوں میں سے حصہ دیا جاتا ہے لیکن اس طرح کہ اسکی

قیمت لگا کر قیمت میں سے اسکو حصّہ دیا جاتا ہے۔ یہ چیزیں بعینہٖ اس کو نہیں دی جاتیں، اشیائے مذکورہ کے علاوہ میت کے دیگر ترکہ میں زوجہ بھی اسی طرح حصہ پاتی ہے جس طرح دوسرے ورثا پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

آبپاشی کی نالیاں وغیرہ بھی اراضی ہی کے حکم میں ہیں۔ البتہ جن نالیوں کو اینٹ وغیرہ سے پختہ کر کے بنایا گیا ہو، وہ عمارات میں شامل ہیں۔ جو پانی میت کے انتقال کے وقت نالیوں میں موجود ہو وہ اشیائے منقولہ میں ہے اور اس کے بعد جو پانی نالیوں میں آئے گا وہ نالیوں ہی کے حکم میں شامل رہے گا۔

سرکار اصفہانی اعلی اللہ مقامہ کے اس فتویٰ کو جناب شمس العلماء نجم الحسن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ اور جناب سرکار ناصر الملۃ اعلی اللہ مقامہ مجتہد لکھنؤ نے بھی اپنا مختار بنایا ہے۔ اور ان دونوں حضرات کا بھی یہی فتویٰ ہے جو مذکور ہوا۔

سرکار علامہ اصفہانی کے بعد جناب سرکار علامہ سید حسن بروجردی اعلی اللہ مقامہ اعلم زمانہ ہوئے۔ آپ اپنے زمانہ میں مرجع شیعیت رہے ہیں۔ اور مقام قم ایران میں خدمت دین انجام دیتے رہے ہیں اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کا فتویٰ اس بارے میں ملاحظہ ہو:-

**مسئلہ** - اگر کوئی مرد مر جائے اور اسکی اولاد موجود نہ ہو تو پھر اس کے مال کی چوتھائی اسکی بیوی کو اور باقی مال دوسرے وارثوں کو دیا جائے اور اگر اسکی اولاد موجودہ بیوی سے یا اس سے پہلے کسی بیوی سے موجود ہو تو پھر اسکے

مال کا آٹھواں حصہ اسکی بیوی کو اور باقی مال دوسرے وارثوں کو دیا جائے۔ بیوی کو رہائشی گھر کی زمین یا اسکی قیمت سے میراث نہیں دیا جائے گا۔ اور احتیاط واجب اسی میں ہے کہ باغ یا زراعت کی زمین یا دوسری کوئی زمین بھی ہو تو عورت کو دوسرے وارثوں سے مل کر آپس میں مصالحت کر لینی چاہیے۔ اسی طرح بیوی کو کھڑکی فضا یا بنیادوں اور اس میں درختوں سے بھی ارث نہیں دیا جائے گا۔ لیکن اسکی قیمت سے اسکو ارث دیا جائیگا۔ بیوی کو باغات میں جو درخت ہوں یا کسی دوسری زمین میں ہوں یا خود زراعت و کھیتی وغیرہ سے ارث دیا جائے گا لیکن اس کو ارث خود ان چیزوں سے دیا جائے یا ان کی قیمت سے۔ یہ چونکہ میرے نزدیک محل اشکال ہے لہٰذا ان کے لیے اس صورت میں بھی احتیاط واجب اسی میں ہے کہ وہ عورت دوسرے وارثوں کے ساتھ مل کر کسی مطلب پر مصالحت کر لیں۔ بیوی منقولات جیسے حیوانات وغیرہ سے وارث ہوگی اسی طرح مکان، درخت، لکڑیوں وغیرہ سے بھی وارث ہوگی۔ لیکن اگر وارث اسکو اسکی قیمت دے تو قبول کر لینی واجب ہوگی۔ فقط میوہ، درخت، کھیتی جو شوہر کے مرنے کے وقت موجود تھی خود ان سے ارث لے سکتی ہے لیکن بیوی زمین سے خواہ گھر کی یا باغات کی زراعتی ہو کسی سے بھی نہ عین سے اور نہ اسکی قیمت سے وارث ہوگی۔ فقط۔

آقائے بروجردی مرحوم اعلی اللہ مقامہ کے بعد اب اور اس زمانہ میں جناب حجۃ الاسلام حضرت علامہ سید محسن الحکیم مدظلہ العالی نے بھی اس کی تائید فرمائی ہے اور اپنی کتاب منہاج الصالحین میں علیحدہ بھی اپنا فتویٰ تحریر فرمایا ہے آیۃ اللہ حجۃ الاسلام حضرت علامہ سید محسن حکیم مدظلہ اعلم زماں مجتہد ہیں اور عالم تشیعیت دین میں

انہی کی تقلید کرتا ہے۔ آپ نجف اشرف (عراق) میں خدمت اسلام بجا لا رہے ہیں۔ مرکز محسن الاسلام ممدوح مدظلہ نے اپنی کتاب منہاج الصالحین جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ میں اس مسئلہ کے متعلق حکم خدا و رسولؐ یہ فرمایا ہے۔

ترث الزوجۃ مما ترکہ الزوج من المنقولات والسفن والحیوانات ولا ترث من الارض لا عینا ولا قیمۃ وترث مما ثبت فیہا من بناء واشجار والات واخشاب ونحو ذالک الخ ترجمہ) زوجہ اپنے شوہر کے ترکہ میں سے جائیداد منقولہ کشتیوں اور حیوانوں سے ۱/۸ وراثت پاتی ہے۔ مگر اس کی متروکہ زمین کی نہ عین کی نہ اس کی قیمت کی وراثت نہیں پاتی اور ایسی چیزوں سے بھی وراثت پاتی ہے جو زمین میں ثبت و قائم ہوں جیسے درخت، عمارات، آلات، مکانات کی لکڑیاں اور ان کی مثل دیگر اشیاء لیکن دوسرے وارث کو یہ حق ہے کہ وہ زوجہ کو ان چیزوں کی قیمت دے دے اور زوجہ پر واجب ہے کہ وہ اسے قبول کرے۔ یہ حکم تمام قسم کی زمینوں پر ہے خواہ وہ خالی ہوں یا ان میں درخت، کھیتی اور عمارتیں وغیرہ موجود ہوں۔

# شیعہ مذہب لاولد بیوہ کو واجب و مناسب حق دیتا ہے

مندرجات بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مذہب شیعہ لاولد شیعہ بیوہ کو متوفی خاوند کے متروکات سے اس کا حق دیتا ہے اور یہ بالکل غلط ہے کہ شیعہ مذہب لاولد بیوہ کو اس کی وراثت سے بالکل محروم کرتا ہے۔ اب تک لاولد بیوہ کو ایران، عراق، لبنان، کشمیر، بلتستان، بھارت اور پاکستان میں اور

جہاں جہاں شیعہ ہیں وہاں شیعہ قانون کے موافق اس کا حق اسے ملتا رہا ہے اور کسی نے کسی کے پاس حق نہ پانے کی شکایت نہیں کی۔ اور نہ یہ کہا کہ وہ بھوکی مر رہی ہے۔ اسے دو۔ مان نہ مان میں تیرا وکیل۔ خود ہی وکالت کرنا نہایت نامناسب ہے۔ اور پاکستان کے بنیادی قوانین کی روح کے خلاف ہے۔ پاکستان کے تمام شیعہ علماء اور شیعہ وکلاء کا یہی مسلک ہے جو اوپر بیان ہوا۔

پس ہماری صدرِ مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں و دیگر اربابِ اقتدار کی خدمت میں درخواست ہے کہ حسب سابق کسی ایک فرقے کے علماء یا اکابرین کو اپنے عقائد دوسروں پر مسلط کرنے کی اجازت نہ دے ورنہ اس سے انتشار کے ایک ایسا دروازہ کھلنے کا خطرہ ہے جسے بعد میں بند کرنا ممکن نہ ہوگا۔

# مدارِ بحث آیہ مجیدہ

محرکِ بل آنریبل ممبر نے یکم جولائی ۱۹۶۴ء کے بیان میں اپنے مقصد کے لیے یہ آیت بمعہ ترجمہ کے شیعوں کو خاص طور پر سنائی ہے۔

(پارہ ۴ سورۃ النساء) وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ

"اور جو مال تمھاری عورتیں چھوڑ مریں اگر ان کے اولاد نہ ہو تو اس میں نصف حصہ تمھارا اور اگر اولاد ہو تو ترکہ میں تمھارا حصہ چوتھائی ہے، لیکن یہ تقسیم وصیت کی تکمیل کے بعد جو انھوں نے کی یا قرض ادا ہونے کے بعد جو ان کے ذمہ ہے کی جائے گی اور جو مال تم (مرد) چھوڑ مرو اگر تمھارے اولاد نہ ہو تو تمھاری عورتوں کا اس میں چوتھائی حصہ ہے۔"

آنریبل علامہ ارشد صاحب بالقابہ نے زیر بحث آیت میں ایک "حرف" نہیں پڑھا، انھوں نے یوں پڑھا اور ایسا ہی ترجمہ کیا۔

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مَا تَرَكْتُمْ ـــــ چوتھا حصہ عورت کے لیے اگر مرد مر جائے جو تم چھوڑ مرو۔ اگر تمھاری کوئی اولاد نہ ہو۔ معلوم نہیں یہ سٹینو کی غلطی ہے یا آنریبل ممبر کا سہو ہے یا اپنے خیال کی ترجمانی ہے یا قدرت کا تصرّف ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ اسی پر بحث کا انحصار ہے ؎

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

سب سے پہلے تو علامہ صاحب آیت مذکورہ کو درست لکھوا لیں۔ ما سے پہلے مِمَّا لگا کر مِمَّا لکھوا دیں تاکہ قرآنیت قائم رہے۔ اور اہل اسلام کا یہ عقیدہ درست ثابت ہو کہ قرآن کریم ایک حرف تو کیا ایک شوشہ بھی نہیں بدلا۔ قرآن کریم کا ایک ایک لفظ ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے۔ کوئی بھی مہمل نہیں لیکن "قدرِ زر زرگر بداند قدرِ جوہر جوہری"۔ جن کے بزرگ کے سر بریدہ نے نوکِ نیزہ پر قرآن پڑھا وہی قرآن کے قدرشناس ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں، عورت و مرد کے متعلق:-

۱- ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد

۲- ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد

جناب محرک اور ان کے مؤید نے نصف ما ترک کا نمبر ایک اور الربع مما ترکتم کا (نمبر۲) ایک ہی طرز پر ترجمہ کیا ہے۔

(۱) جو تمہاری عورتیں چھوڑ مریں اس کا آدھا حصہ

(۲) جو تم چھوڑ مرو اس کا چوتھا حصہ۔

عزت مدار! نمبر ایک نصف پر ال نہیں اور ما سے پہلے اور تم نہیں لیکن نمبر۲ میں ربع پر ال آکر الربع اور ما پر تم لگ کر مما ہے۔ کیا یہ فرق مہمل ہے۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔ یہی تو کلام اللہ کا اعجاز ہے اور اس کے ماننے والے ہیں وہ جان و دل سے اس پر قربان ہیں۔ ال تعریف خاص کے لیے اور ما سے پہلے من بصیغہ مِنْما۔ تم نے من کو لیا۔ ن م میں مدغم ہوا۔ م پر تشدید ہوگئی مما بن گیا۔ مرد کو تمام متروکات کا آدھا، اور اولاد بیوہ کو مرد کے بعض (کچھ) متروکات میں سے خاص چوتھائی۔ مبین قرآن نے فرما دیا کہ قرآن کی رو سے بیوہ کو بعض متروکات کا چوتھائی ملے گا۔ اور دوسری جگہ قرآن میں فرمایا واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض کہ اولوا الارحام صاحبان نسب کو اولیت حاصل ہے۔ چونکہ زوجہ اولوا الا[رحام] سے نہیں ہوتی اس لیے اسے اولیت حاصل نہیں۔ وہ باہر کی ہے۔ خاو[ند] کے مرنے کے بعد دوسرے نکاح کر سکتی ہے۔ اس لیے صاحب قرآن نے

اسے دخیل نہیں بنایا۔ تاکہ فتنوں کا دروازہ بند رہے اور نہ کھلے۔

حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام نے اس مشکل کو حل کر دیا۔ اور صحیح قرآنی تفسیر بیان فرما کر سیدھا راستہ دکھلا دیا۔ من لیشاء فلیؤمن ومن یشاء فلیکفر۔ جو چاہے ایمان لائے جو چاہے نہ مانے ؎

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

ہمارے دین میں مداخلت نہ کریں۔ ہم آپ کے خیر خواہ اور وفادار ہیں اللہ آپ کو اچھائیوں کی توفیق دے اور خوش رکھے ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند پندِ پیرِ دانا را

چند باتیں توضیح مطلب کے لیے اور پیش کی جاتی ہیں۔ انسان کے رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک نسبی جو خاندان کے متعلق ہیں۔ باپ، دادا، اولاد یہ مستقل رشتہ ہے جس کے حقوق کفر قتل وغیرہ کی وجہ سے ہی ضائع ہوتے ہیں۔ دوسرا رشتہ سببی ہے جیسے مسلم مرد مسلم عورت سے قواعد کے مطابق نکاح پڑھوا لیتا ہے اور اسے اپنی زوجہ بنا لیتا ہے۔ لیکن یہ رشتہ نسبی کی طرح مستقل نہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم اور صواعق محرقہ میں ہے حضرت زید بن ارقم صحابی کا قول ہے لان المرۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا الخ کہ منکوحہ عورت ناکح مرد کے ساتھ مدت رہتی ہے جب اگر وہ اسے طلاق دیدے تو وہ اپنے باپ (نسب) کی طرف واپس جاتی ہے۔ انتہیٰ۔ سے رشتہ بنا اور طلقت سے ٹوٹ گیا۔ گویا عارضی ہوا۔ جدھر نسب تھا ادھر گئی۔ اس لیے وہ دعوت

دونوں کے حقوق برابر نہ ہوئے۔ اسی لیے لڑکے کو لڑکی سے دُگنا حصہ میراث میں ملا۔ کیونکہ لڑکے پر ذمہ داری زیادہ ہے۔ اور لڑکی کو دوسرے گھر سے مہر اور میراث بھی ملتے ہیں۔ یہ اپنے باپ کی میراث میں سے ہر چیز کا حصہ پاتی ہے۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ اللہ تمہیں وصیت کرتا ہے کہ اولاد کے بارے میں مرد کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دو۔ (۲) قرآن کریم بطور معجزہ نازل ہوا اسلئے اسکے اصل مفاہیم وہی بتلائیں جنھیں خدا و رسولؐ نے اس کا علم سکھایا ہوا ہے۔ اور انھیں دروازۂ علومِ نبوی فرمایا ہے۔ اور وہ اہلبیتؑ ہیں اس مسئلہ میں تمام مذہب شیعہ کا اتفاق ہے کہ شیعہ باولد یا لاولد میں اسکو خاوند کی متعلق چیز زمین سے حصہ نہیں ملتا۔ عالمانِ قرآن نے فرمایا جیسا کہ بیان ہوا۔ لان المرأة لیس لها نسب ترث به انما هی دخیل علیهم انما صار هذا کذا فتزوج المرأة فیجی زوجها او ولدها من قوم اخرین فیزاحم قوما اخرین فی عقارهم۔ فرمایا ان کو اینٹ، عمارت، لکڑی ملبہ مکان وغیرہ کی قیمت علاوہ زمین ہی کے حصہ کے ملے گی۔ مگر مکان یا کھیتی کی زمین سے ان کو کچھ نہ ملے گا۔ سائل کے پوچھنے پر کہ لڑکی کو کیوں سب سے حصہ ملا اور بیوہ کو نہ ملا، امام نے فرمایا وجہ یہ ہے کہ عورت کا مرحوم سے نسبی رشتہ تو نہیں کہ وہ اسکی وجہ سے وراثت پائے، وہ تو شوہر کے خاندان میں دخیل ہوئی تھی۔ شوہر مرنے پر وہ تعلق گیا۔ اس لیے اسے زمین کی وراثت نہ دی گئی تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی اور جگہ نکاح کرلے اور اس کا دوسرا شوہر یا شوہر ثانی سے اسکا بیٹا کسی اور قوم و قبیلہ کا سابق شوہر کے قوم و قبیلہ کی جائداد میں جھگڑا کرے (۳) اگر عورت لاولد ہے ضعیفہ اور بےکس ہے تو اسکے شوہر کو اختیار رہے کہ اپنے مرنے کے بعد اس کے گزارے کے لیے وصیت کر جائے۔ تاکہ وہ بھوکی نہ مرے۔ یا اس کے اور عزیز یا مومنین اس کی اعانت کریں۔ شرع کا کام تو قانون بنا دینا ہے۔ ہر فرد کے لیے الگ الگ قانون نہیں ہوا کرتا۔